حدیث راجز رضی اللہ عنہ

وہابی اعتراضات کا علمی محاسبہ

(اسماء الرجال کی روشنی میں)

از علامہ عبد الرحمن ابن علامہ اشرف
القادری اشرفی گجراتی

هو العلی القادر

الاستفتاء:

کیا فرماتے ہیں علماءِ دین اس بارے کہ طبرانی کی روایت کردہ حدیث کہ: ''جس میں ''بنو کعب'' کے راجز کا نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو دور سے پکارنے اور آپ سے اِستغاثہ کرنے اور نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا اِس پکار کو سُن کر مدد کا وعدہ کرنے کا ذکر ہے'' اس کی سَنَد پر منکرِینِ اِستمداد نے مندرجہ ذیل اِعتراضات کئے ہیں:

[1] اِس حدیث کی سَنَد میں ''یحییٰ بن سُلَیمان بن نضلہ الخزاعی'' ایک راوی ہے۔ اِسکی تعدیل بھی ہے اور جرح بھی۔

اِس کی تعدیل کچھ یوں ہے:

① ذکرہ ابن حبان فی "الثِّقات"۔ (ابن حبان نے اس کو ''الثِّقات'' میں ذکر کیا۔)

② قال ابن عدیؒ: "احادیث عامعہا مستقیمۃ۔" (ابن عدی نے کہا: ''اِسکی عام اَحادیث مستقیم ہیں۔'')

اِسکی جرح کچھ یوں ہے:

① قال ابن ہیثمیؒ: "ھو ضعیف۔" (ابن ہیثمی نے کہا: ''یہ ضعیف ہے۔'')

② قال ابن حبّان: "ھو یھم ویخطیٔ۔" (ابن حبان نے کہا: ''اِسے وہم ہوتا ہے اور غلطی بھی کرتا ہے۔'')

③ قال ابو حاتم: "ھو لیس بالقوی۔" (ابو حاتم نے کہا: ''وہ قوی نہیں ہے۔'')

④ امامِ بخاری نے فرمایا: ''مُنکَرُ الحدیث ہے۔''

⑤ قال ابن عقدۃ: "سمعت ابن خراش یقول: "لا یسوی شیئًا۔" (ابن عقدہ نے کہا: ''میں نے ابن خراش کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ: ''اِس یحییٰ کو کسی بھی شے کے برابر نہیں سمجھا جاتا۔'')

اب جو راوی ضعیف ہو، غلطیاں کرتا ہو، اور اُسے وہم ہو جاتا ہو، جو قوی بھی نہ ہو، جو منکر الحدیث ہو، اور کسی کھاتے میں نہ ہو، اُسکی روایت کردَہ حدیث سے کس طرح اِستدلال کیا جاسکتا ہے؟

[2] اِس حدیث کی سَنَد میں ایک راوی ''محمد بن نضلہ'' ہے۔ اِن کے بارے میں صرف یہ معلوم ہے کہ یہ مذکورہ بالا راوی کے چچا ہیں۔ اِسکے علاوہ ان کے بارے کچھ معلوم نہیں، کہ کیسا آدمی تھا؟ اِس مجہولُ الحال راوی کی روایت کا کیا اعتبار؟

[3] اِس کی سَنَد میں ''محمد بن عبد اللّٰہ'' نامی راوی کے بارے میں، امامِ ذَہبی فرماتے ہیں:

''لایعرف۔'' (''یہ معروف نہیں۔'')

لہٰذا مہربانی فرما کر یہ اِرشاد فرمائیں کہ:

۱۔ ''طبرانی'' کی یہ مکمل حدیث کس طرح ہے؟

۲۔ نیز مخالفین کے مذکورہ بالا اِعتراضات کا جواب کیا ہے؟

۳۔ اِس حدیث کا حکم کیا ہے؟

بَیِّنُوا وَتُوْجَرُوْا !

بِعَوْنِ الْعَلَّامِ الْمِنْعَامِ الْوَهَّابِ

الجواب

۱:

حدیثِ پاک ملاحظہ ہو!

علّامہ، اِمام، حافظِ کبیر، ابوالقاسم "سلیمان بن احمد بن ایّوب" الشامی الطبرانی، اَلْمُتَوَفّٰی ۳٦۰ھ، اپنی کتاب "اَلْمُعْجَمُ الصَّغِیْر" میں لکھتے ہیں:

"حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْقِرْمِطِیُّ مِنْ وُّلْدِ عَامِرِ بْنِ رَبِیْعَةَ بِبَغْدَادَ. حَدَّثَنَا یَحْیَى بْنُ سُلَیْمَانَ بْنِ نَضْلَةَ الْخُزَاعِیُّ. حَدَّثَنَا عَمِّیْ مُحَمَّدُ بْنُ نَضْلَةَ. عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِیْهِ. عَنْ جَدِّهٖ عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ. حَدَّثَتْنِیْ مَیْمُوْنَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ زَوْجُ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ:

"اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَ اٰلِهٖ وَ سَلَّمَ بَاتَ عِنْدَهَا لَیْلَتَهَا. فَقَامَ یَتَوَضَّأُ لِلصَّلٰوةِ. فَسَمِعْتُهٗ یَقُوْلُ فِیْ مُتَوَضَّئِهٖ: "لَبَّیْكَ لَبَّیْكَ" ثَلَاثًا. "نُصِرْتَ نُصِرْتَ" ثَلَاثًا. فَلَمَّا خَرَجَ قُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ سَمِعْتُكَ تَقُوْلُ فِیْ مُتَوَضَّئِكَ: "لَبَّیْكَ لَبَّیْكَ" ثَلَاثًا. "نُصِرْتَ نُصِرْتَ" ثَلَاثًا. كَاَنَّكَ تُكَلِّمُ اِنْسَانًا. فَهَلْ كَانَ مَعَكَ اَحَدٌ؟ فَقَالَ: "هٰذَا رَاجِزُ بَنِیْ كَعْبٍ یَّسْتَصْرِخُنِیْ وَیَزْعُمُ اَنَّ قُرَیْشًا اَعَانَتْ عَلَیْهِمْ بَنِیْ بَكْرٍ." ثُمَّ خَرَجَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ .... قَالَتْ: فَاَقَمْنَا ثَلَاثًا. ثُمَّ صَلَّی الصُّبْحَ بِالنَّاسِ. فَسَمِعْتُ الرَّاجِزَ یُنْشِدُهٗ:

یَا رَبِّ اِنِّیْ نَاشِدٌ مُّحَمَّدَا — حِلْفَ اَبِیْنَا وَ اَبِیْهِ الْاَتْلَدَا
اِنَّا وَلَّدْنَاكَ وَكُنْتَ وَلَدَا — ثُمَّتَ اَسْلَمْنَا وَ لَمْ نَنْزَعْ یَدَا
اِنَّ قُرَیْشًا اَخْلَفُوْكَ الْمَوْعِدَا — وَ نَقَضُوْا مِیْثَاقَكَ الْمُؤَكَّدَا
وَ زَعَمُوْا اَنْ لَّسْتَ تَدْعُوْ اَحَدَا — فَانْصُرْ هَدَاكَ اللهُ نَصْرًا اَیِّدَا
وَ ادْعُ عِبَادَ اللهِ یَاْتُوْا مَدَدَا — فِیْهِمْ رَسُوْلُ اللهِ قَدْ تَجَرَّدَا

اِنْ سِیْمَ خَسْفًا وَّجْهُهٗ تَرَبَّدَا

فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَ اٰلِهٖ وَ سَلَّمَ: "لَبَّیْكَ لَبَّیْكَ" ثَلَاثًا. "نُصِرْتَ نُصِرْتَ" ثَلَاثًا." الخ

"ہم سے عامر بن ربیعہ صحابی کی اولاد میں سے محمد بن عبداللہ القرمطی نے بغداد میں بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یحیٰی بن سلیمان بن نضلہ الخزاعی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ہمارے چچا محمد بن نضلہ

نے بیان کیا، وہ (امام) جعفر (صادق) بن (امام) محمد (باقر) سے روایت کرتے ہیں، وہ اپنے والد (امام محمد باقر) سے روایت کرتے ہیں، وہ اِن (امام جعفر صادق) کے دادا علی بن حسین (امام زین العابدین) سے راوی، انہوں نے فرمایا مجھ سے نبی کریم صَلَّی اللہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی زوجہ میمونہ بنت حارث رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہَا نے بیان کیا کہ:

''بے شک رسول اللہ صَلَّی اللہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ان کے پاس انکی باری میں رات بسر کی۔ تو آپ صَلَّی اللہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اٹھ کر نماز کے لئے وضو فرمانے لگے۔ تو میں نے آپ صَلَّی اللہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو وضو کے مقام پر یہ کہتے ہوئے سنا: ''میں تیرے یہاں حاضر ہوں! میں تیرے یہاں حاضر ہوں!'' یہ تین مرتبہ فرمایا۔ ''تجھ کو مدد پہنچ گئی! تجھ کو مدد پہنچ گئی!'' تین مرتبہ فرمایا۔ تو جب آپ صَلَّی اللہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ باہر تشریف لائے، تو میں نے عرض کی: یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ میں نے آپکو وضو کے مقام پر کہتے ہوئے سنا: ''میں تیرے یہاں حاضر ہوں! میں تیرے یہاں حاضر ہوں!'' تین مرتبہ۔ ''تجھ کو مدد پہنچ گئی! تجھ کو مدد پہنچ گئی!'' تین مرتبہ۔ گویا کہ آپ کسی انسان سے کلام فرما رہے ہوں، تو کیا آپکے پاس کوئی تھا؟ تو آپ صَلَّی اللہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ''یہ بنو کعب کا راجز ہے جو چلّا کر مجھ سے فریاد کر رہا ہے۔ اور یہ سمجھتا ہے کہ قریش نے انکے خلاف بنو بکر کی مدد کی ہے۔''

پھر رسول اللہ صَلَّی اللہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ باہر تشریف لے گئے ....

حضرت میمونہ رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہَا نے فرمایا:

''ہم تین دن یوں ہی رہے۔ تین دن کے بعد آپ صَلَّی اللہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے لوگوں کو فجر کی نماز پڑھائی، تو میں نے راجز کو حضور صَلَّی اللہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے سامنے یہ اشعار پڑھتے ہوئے سنا:

''اے میرے رب! میں محمد صَلَّی اللہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو وہ پرانا معاہدہ یاد دلاتا ہوں، جو کہ ان کے والد اور ہمارے باپ کے درمیان ہوا تھا۔ جب آپ حالت بچپن میں تھے، تو آپکی پرورش ہمارے درمیان ہی ہوئی۔ پھر ہم آپ کے اطاعت گزار ہی رہے اور کبھی آپ کی مدد سے ہم نے ہاتھ نہ کھینچا۔ بے شک قریش نے آپ سے وعدہ خلافی کی اور آپ کے ساتھ کیا ہوا مضبوط معاہدہ توڑ دیا۔ اور انہوں نے گمان کیا کہ آپ کسی کی عبادت نہیں کرتے (یعنی آپکا خدا کوئی نہیں)۔ پس آپ مدد کیجئے! قوی مدد۔ اللہ تعالٰی آپ کی رہنمائی فرمائے! اور (اے راجز!) تو اللہ کے بندوں کو بلا کہ وہ مدد کو آئیں۔ جن میں اللہ کے وہ رسول صَلَّی اللہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بھی اعلانیہ مدد کے لیے موجود ہیں کہ اگر کسی پر ظلم کیا جائے، تو ان کا چہرہ (شدّتِ غضب سے) متغیر ہو جاتا ہے۔''

تو رسول اللہ صَلَّی اللہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ''میں تیرے یہاں حاضر ہوں! میں تیرے یہاں حاضر ہوں!'' یہ تین مرتبہ فرمایا۔ ''تجھ کو مدد پہنچ گئی! تجھ کو مدد پہنچ گئی!'' تین مرتبہ فرمایا۔''●

● ''الروض الدانی الی للعجم الصغیر الطبرانی'': محمد شکور ''باب المیم، من اسمہ محمد، (الحدیث:٩٦٨)''، (١٦٧/٢، ١٦٨)، طبع المکتب الاسلامی، بیروت

یاد رہے! اِن بنو کعب کے راجز صحابی کا نام ''عمرو بن سالم الخزاعی'' ہے۔

اس حدیث کو امام طبرانی نے اپنی کتاب ''اَلْمُعْجَمُ الْكَبِيْر'' میں بھی بطریق ''سعید بن عبد الرحمٰن التستری، ثنا يحیی بن سلیمان بن نضلة الخزاعی'' روایت کیا ہے۔●

نیز اس حدیث کو امام، حافظ، شھاب الدین، ابو الفضل، احمد بن علی بن حجر العسقلانی اَلْمُتَوَفّٰی ۸۵۶ھ نے بھی اپنی کتاب ''اَلْإِصَابَةُ فِيْ تَمْيِيْزِ الصَّحَابَةِ'' میں، شیخ محدث، محدِّثِ عراق، ابو طاہر، محمد بن عبد الرحمٰن بن عباس المُخلِّص البغدادی الذہبی اَلْمُتَوَفّٰی ۳۹۳ھ کی سند سے بطریق ''ابن صاعد حدثنا يحیی بن سلیمان بن نضلة'' نقل کیا ہے۔●

۲:

معترض نے اِس حدیث کی تین راویوں:

[1] یحییٰ بن سلیمان بن نضلة الخزاعی

[2] محمد بن نضلہ

[3] محمد بن عبد اللہ القرمطی

پر جرح کی ہے۔ ہم اِن شاء اللہ تعالیٰ ان تینوں کے بارے میں فرداً فرداً گفتگو کرتے ہیں:

[1] یحییٰ بن سلیمان بن نضلة الخزاعی:

معترض نے سب سے پہلے ''یحییٰ بن سلیمان بن نضلة الخزاعی'' کو بیجا ہدفِ تنقید بنایا۔ ہم پہلے اِن کی تعدیل ائمۂ جرح وتعدیل سے پیش کرتے ہیں، پھر معترض کی جرح کا جواب عرض کرتے ہیں۔

① / ② امام ابو حاتم الرازی وابنِ ابی حاتم الرازی:

علّامہ، اِمام، حافظ، شیخ الاسلام، ابو محمد، عبد الرحمٰن بن ابی حاتم محمد بن اِدریس بن المنذر الرازی اَلْمُتَوَفّٰی ۳۲۷ھ اپنی کتاب ''اَلْجَرْحُ وَالتَّعْدِيْلُ'' میں ''یحییٰ بن سلیمان بن نضلة الخزاعی'' کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

"كَتَبَ عَنْهُ أَبِيْ. وَسَأَلْتُهُ عَنْهُ فَقَالَ: شَيْخٌ، حَدَّثَ أَيَّامًا ثُمَّ تُوُفِّيَ."

''اِن سے میرے والد نے حدیث لکھی۔ اور میں نے اپنے والد گرامی سے، اِن کے بارے میں پوچھا، تو انہوں نے کہا: ''ایک شیخ ہیں۔ انہوں نے کچھ دِن حدیث بیان کی پھر وفات پا گئے۔''●

شیخ المحدِّثین، اِمام ناقد، حافظ، ابو حاتم، محمد بن اِدریس المنذِر الرَّازی اَلْمُتَوَفّٰی ۲۷۷ھ کا ''یحییٰ بن سلیمان بن نضلة'' سے کتابتِ حدیث کرنا، اور اپنے صاحبزادے کے اِنکی جرح وتعدیل کی بابت سوال پر بھی جرح نہ کرنا اور ''شیخ'' کا لفظ بولنا، اِن کی تعدیل کو ظاہر کرتا ہے۔

چنانچہ یہی شیخ الاسلام، ابو محمد، عبد الرحمٰن بن ابی حاتم الرازی اپنی اِسی کتاب میں، الفاظ جرح وتعدیل کے مراتب بیان کرتے ہوئے، اِرشاد

● "للمعجم الكبير": الطبرانی "ما أسندت ميمونة زوج النبی صلی الله تعالى عليه واله وسلم، علی بن الحسين عن ميمونة رضی الله تعالى عنها، (الحديث:۱۰۵۲)"، (۴۳۳/۲۳، ۴۳۴)، طبع دار احياء التراث العربی، بيروت۔

● "الاصابة فی تمييز الصحابة": العسقلانی "حرف العين المهملة، باب ع-م، ذكر من اسمه عمرو بفتح العين وسكون الميم، عمرو بن سالم بن حصين بن سالم بن كلثوم الخزاعی، (الترجمة:۵۸۳۵)"، (۵۳۶/۲)، طبع دار احياء التراث العربی، بيروت۔

● "الجرح والتعديل": ابن ابی حاتم الرازی "باب الياء، باب تسمية من روى عنه العلم ممن يسمى يحيى، يحيى بن سليمان بن خراش الخزاعی، (الترجمة:۶۳۹)"، (۱۵۴/۹)، طبع دار الفكر، بيروت۔

فرماتے ہیں :

"وَإِذَا قِيلَ شَيْخٌ فَهُوَ بِالْمَنْزِلَةِ الثَّالِثَةِ، يُكْتَبُ حَدِيثُهُ وَيُنْظَرُ فِيهِ إِلَّا أَنَّهُ دُونَ الثَّانِيَةِ."

''اور جب کسی راوی کے بارے میں ''شیخ'' کہا جائے، تو یہ لفظِ تعدیل میں تیسرے مرتبے پر ہے۔ کہ ایسے شخص کی حدیث لکھی بھی جائے اور اُس سے اِستدلال بھی کیا جائے۔ مگر یہ کہ یہ مرتبہ میں دوسرے دَرجے سے کچھ کم ہے۔'' ❶

الحمدللہ! اِن دونوں باپ بیٹا ناقد اماموں سے ''یحییٰ بن سلیمان بن نضلہ الخزاعی'' کی تعدیل ثابت ہوئی۔

③ اِمام اِبن صاعد البغدادی:

محدِّث عراق، اِمام، حافظ، ناقد، ابومحمد، یحییٰ بن محمد صاعد الہاشمی البغدادی اَلْمُتَوَفّٰی ۳۱۸ھ سے ''یحییٰ بن سلیمان بن نضلہ الخزاعی'' کی تعدیل، اِمام، حافظ، ابواحمد، عبداللہ بن عدی الجرجانی اپنی کتاب ''اَلْكَامِلُ فِي ضُعَفَاءِ الرِّجَالِ'' میں یوں نقل کرتے ہیں:

"كَانَ ابْنُ صَاعِدٍ يُقَدِّمُهُ وَيُفَخِّمُ أَمْرَهُ."

''ابن صاعد ان کو دوسرے راویوں پر مقدم رکھتے تھے، اور روایتِ حدیث میں اِن کی بات کو بزرگ تر قرار دیتے تھے۔'' ❷

نیز اِمام، حافظ، شمس الدین، محمد بن احمد بن عثمان الذہبی بھی ''یحییٰ بن سلیمان بن نضلہ'' کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

"وَعَنْهُ ابْنُ صَاعِدٍ وَكَانَ يُفَخِّمُ أَمْرَهُ."

''اور اِن سے اِبن صاعد اَحادیث روایت کرتے تھے، اور روایتِ حدیث میں اِن کی بات کو بہت عظیم قرار دیتے تھے۔'' ❸

الحمدللہ! اِمام ناقد ابن صاعد سے بھی ''یحییٰ بن سلیمان بن نضلہ الخزاعی'' کی تعدیل خوب ثابت ہوئی۔

④ اِمام اِبنِ حبان البستی:

علّامہ، اِمام، حافظ، ابوحاتم، محمد بن حبان بن احمد التمیمی البستی اَلْمُتَوَفّٰی ۳۵۴ھ نے بھی ''یحییٰ بن سلیمان بن نضلہ'' کو ''اَلثِّقَاتُ'' میں ذکر کیا۔ ❹

اور جن راویوں کا ذکر علّامہ اِمام اِبنِ حبان نے اپنی اِس کتاب میں کیا، اُن کے بارے میں خود لکھتے ہیں:

"وَلَا أَذْكُرُ فِي هَذَا الْكِتَابِ الْأَوَّلِ إِلَّا الثِّقَاتِ الَّذِينَ يَجُوزُ الِاحْتِجَاجُ بِخَبَرِهِمْ."

''اور میں اَپنی اِس پہلی کتاب (الثقات) میں صرف اُن ثقات کا ہی ذکر کروں گا کہ جن کی رِوایت کردَہ حدِیث سے دَلیل پکڑنا جائز ہے۔'' ❺

---

❶ "الجرح والتعديل": ابن ابی حاتم الرازی "جماع ابواب الجرح والتعديل، باب بيان درجات رواة الآثار"، (۳۷/۲)، طبع دار الفكر، بيروت۔

❷ "الكامل فی ضعفاء الرجال": ابن عدی "باب الياء، يحيى بن سليمان بن نضلة المدينی، (الترجمة: ۲۱۵۲)"، (۱۲۸/۹)، طبع دار الكتب العلمية، بيروت۔

❸ "ميزان الاعتدال فی نقد الرجال": الذهبی "حرف الياء، من اسمه يحيى، يحيى بن سليمان بن نضلة الخزاعی المدنی، (الترجمة: ۱۰۰۳۹)"، (۳۲۹/۴)، طبع دار الفكر، بيروت۔

❹ "الثقات": ابن حبان "يحيى بن سليمان بن نضلة"، (۲۶۹/۹)، طبع دار الكتب العلمية، بيروت۔

❺ "كتاب الثقات": ابن حبان "ذكر الخبر الدال على استحباب حفظ تاريخ المحدثين"، (۱۱/۱)، طبع دار الكتب العلمية، بيروت۔

الحمدللہ! علّامہ، امام ابنِ حبان سے بھی ”یحییٰ بن سلیمان بن نضلہ الخزاعی“ کی تعدیل ثابت ہوئی۔

⑤ امام ابنِ عدیّ الجرجانی:

امام، حافظ، ناقد، ابواحمد، عبداللہ بن عدیّ الجرجانی المُتوفّٰی ۳۶۵ھ ”یحییٰ بن سلیمان بن نضلہ الخزاعی“ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

”وَيَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ هٰذَا يَرْوِي عَنْ مَالِكٍ وَأَهْلِ الْمَدِيْنَةِ أَحَادِيْثَ، عَامَّتُهَا مُسْتَقِيْمَةٌ۔“

”اور یہ ”یحییٰ بن سلیمان“، امام مالک اور اہلِ مدینہ سے احادیث روایت کرتے ہیں، جو زیادہ تر درست ہوتی ہیں۔“ ❶

الحمدللہ! حافظ ابنِ عدی سے بھی ”یحییٰ بن سلیمان بن نضلہ الخزاعی“ کی تعدیل ثابت ہوئی کہ وہ اِن کی زیادہ تر احادیث کو درست قرار دے رہے ہیں۔

مذکورہ بالا عبارات سے ”یحییٰ بن سلیمان بن نضلہ الخزاعی“ کی تعدیل کا خلاصہ یوں ہے:

- علّامہ، امام، ابوحاتم الرازی نے ان سے کتابتِ حدیث اور ان کی روایت کردہ حدیث سے اِستدلال کو درست قرار دیا۔ نیز خود بھی اِن سے کتابتِ حدیث کی۔
- علّامہ، امام، حافظ، ابومحمد، عبدالرحمٰن بن ابی حاتم الرازی کا موقف بھی یہی ہے۔
- اِمام ناقد، یحییٰ بن محمد بن صاعد، اِن کے شاگرد ہیں اور ان کی بہت زیادہ توثیق وتقدیم وتعظیم کیا کرتے تھے۔
- علّامہ، اِمام ابنِ حبان کے نزدیک یہ اُن رُوات میں سے ہیں، جنکی روایت کردَہ حدیث قابلِ اِحتجاج ہوتی ہے۔
- اِمام ناقد ابنِ عدیّ نے بھی اِن کی اکثر روایات کو مستقیم مانا ہے۔

نوٹ:

یہ بات یاد رہے کہ اِمام ابنِ صاعد کو چھوڑ کر باقی تمام ائمہ، جن سے ہم نے ”یحییٰ بن سلیمان“ کی تعدیل پیش کی، ”مشدِّدین فی الجرح“ ہیں۔ جو آسانی سے کسی راوی کی تعدیل نہیں کیا کرتے۔ ایسے ائمہ کا بھی ”یحییٰ بن سلیمان“ کی تعدیل کرنا اور جرح سے اعراض کرنا، انکی اعلیٰ درجہ کی تعدیل بھی ہے اور ان پر کی جانے والی ہر قسم کی جرح کا رَد بھی۔

پانچ اکابر ائمہ حدیث سے ”یحییٰ بن سلیمان بن نضلہ“ کی تعدیل پیش کرنے کے بعد، اَب ہم اِن پر کی گئی جرح کا ترتیب وار جائزہ لیتے ہیں۔

امام اِبنِ ہیثمی کی جرح:

معترض نے ”یحییٰ بن سلیمان بن نضلہ“ پر سب سے پہلے جو جرح پیش کی وہ یہ ہے کہ علّامہ، اِمام، حافظ، نورالدین، علی بن ابی بکر الہیثمی المُتوفّٰی ۸۰۷ھ نے اپنی کتاب ”مَجْمَعُ الزَّوَائِدِ وَمَنْبَعُ الْفَوَائِدِ“ میں ”طبرانی“ کے حوالے سے، اِس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرمایا:

”وَفِيْهِ يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ نَضْلَةَ وَهُوَ ضَعِيْفٌ۔“

”اور اِس حدیث کی سند میں ”یحییٰ بن سلیمان بن نضلہ“ ہے اور وہ ضعیف ہے۔“ ❷

---

❶ ”الكامل فی الضعفاء الرجال“: ابن عدی ”باب الياء، يحيى بن سليمان بن نضلة المدينی، (الترجمة: ۲۱۵۲)“، (۱۲۸/۹)، طبع دار الكتب العلمية، بيروت۔

❷ ”مجمع الزوائد ومنبع الفوائد“: الهيثمی ”كتاب المغازی والسير، باب غزوة الفتح، (تحت الحديث: ۱۰۳۲)“، (۲۴۱/۶)، طبع دار الفكر، بيروت۔

جواب:

علّامہ ہَیثمی کی یہ جرح معترض کو بالکل مفید نہیں۔ اس لئے کے یہ "جرحِ مُبہم" ہے۔ اور جس راوی کی تعدیل ائمہ ناقدین سے ثابت ہو چکی ہو، اُس پر کسی کی جرحِ مبہم لائقِ اعتناء نہیں۔

چنانچہ علّامہ، اِمام، حافِظ، ابوالفضل، شہاب الدین، احمد بن علی بن حجر العسقلانی المُتَوَفّٰی ۸۵۲ھ "شَرحُ نُخبَةِ الفِكَرِ" میں لکھتے ہیں:

"وَالجَرحُ ..... اِن كَانَ غَيرَ مُفَسَّرٍ لَم يَقدَحْ فِيمَن ثَبَتَت عَدَالَتُهُ."

"اور جرح اگر مبہم ہو، تو اس راوی کے لیے عیب نہیں ہو سکتی، جسکی عدالت ثابت ہو چکی ہو۔" ❶

لہٰذا "یحییٰ بن سلیمان بن نضلہ" جسکی تعدیل ہم پانچ عدد ائمہ ناقدین سے ثابت کر چکے، پر علّامہ ہیثمی کی یہ "جرحِ مُبہم" کسی طور قابل قبول نہیں اور نہ ہی معترض کو مفید۔

علّامہ اِبنِ حِبّان کی جرح:

معترض نے "یحییٰ بن سلیمان بن نضلہ" کے بارے میں علّامہ، اِمام، حافِظ، ابوحاتم، محمد بن حبان بن احمد التمیمی البستی المُتَوَفّٰی ۳۵۴ھ کا یہ قول بطورِ جرح کے پیش کیا، کہ اُنہوں نے کہا:

"يُخطِئُ وَيَهِمُ".

"یحییٰ بن سلیمان خطا کرتا ہے اور اسے وہم بھی ہوتا ہے۔" ❷

جواب:

علّامہ، اِمام ابن حِبّان کے مذکور بالا قول کا معنٰی یہ ہر گز نہیں کہ "یحییٰ بن سلیمان" سے ہمیشہ وہم اور خطا کا ہی صدور ہوتا تھا، جیسا کہ معترض نے سمجھ لیا، بلکہ اس کا معنٰی و مفہوم صرف اتنا ہے کہ "یحییٰ بن سلیمان" سے کبھی کبھار اِن کا صدور ہوتا تھا۔ اور اس قدر خطا و وہم سے کوئی فرد بشر خالی نہیں ہوتا۔ لیکن عمومی طور پر ان کی اَحادیث مستقیم ہی ہوتی ہیں، جیسا کہ ابن عدیؒ کے حوالے سے ہم پہلے عرض کر چکے ہیں۔

ہاں! اِبنِ حبان کا یہ قول "یحییٰ بن سلیمان بن نضلہ" کے ضبط میں کچھ کمی پر دلالت کرتا ہے، لیکن ضبط کی یہ کمی بھی اس حد تک ہر گز نہیں کہ جسکی وجہ سے ان کی ثقاہت ہی ختم ہو جائے، اور اِنہیں ضعیف کہہ دیا جائے۔ ورنہ علّامہ، اِمام اِبنِ حبان ان کا ذکر ہر گز "اَلثِّقَات" میں نہ کرتے، بلکہ اپنی دوسری کتاب "اَلضُّعَفَاءُ وَالمَجرُوحُونَ" میں کرتے۔ کیونکہ علّامہ ابن حبان خود اِرشاد فرماتے ہیں:

"وَلَا اَذكُرُ فِي هٰذَا الكِتَابِ الاَوَّلِ اِلَّا الثِّقَاتِ الَّذِينَ يَجُوزُ الاِحتِجَاجُ بِخَبَرِهِم."

"اور میں اپنی اِس پہلی کتاب (الثقات) میں صرف ان ثقات کا ہی ذِکر کروں گا کہ جن کی روایت کردہ حدیث سے دَلیل پکڑنا جائز ہے۔" ❸

نیز علّامہ، اِمام اِبنِ حبان مزید فرماتے ہیں:

"فَمَن صَحَّ عِندِي مِنهُم اَنَّهُ ثِقَةٌ بِالدَّلَائِلِ النَّيِّرَةِ بَيَّنتُهَا فِي كِتَابِ "الفَصلِ بَينَ النَّقَلَةِ" اَدخَلتُهُ فِي هٰذَا الكِتَابِ لِاَنَّهُ يَجُوزُ الاِحتِجَاجُ بِخَبَرِهِم."

"پس جن راویوں کے بارے میں اُن روشن دَلائل سے، جنکو میں نے اپنی کتاب "الفصل بین

---

❶ "نزهة النظر في توضيح نخبة الفكر": العسقلاني "بحث معرفة الجرح والتعديل"، (ص: ١١٠)، طبع محمد سعید اینڈ سنز کراچی۔

❷ "كتاب الثقات": ابن حبان "يحيى بن سليمان بن نضلة"، (٢٢٩/٩)، طبع دار الكتب العلمية، بيروت۔

❸ "الثقات": ابن حبان "ذكر الخبر الدال على استحباب حفظ تاريخ المحدثين"، (١١/١)، طبع دار الكتب العلمية، بيروت۔

النقلة'' میں بیان کیا، ثابت ہو گیا کہ وہ ثقہ ہی ہیں، اُن کو بھی میں اپنی اس کتاب میں داخل کروں گا کیونکہ اُن کی روایت کردہ حدیث سے دلیل پکڑنا درست ہے۔'' ❶

علّامہ، اِمام اِبن حبان کی مذکورہ بالا دو نصوص سے یہ بات خوب واضح ہے کہ اُن کا اپنی کتاب میں ''یحییٰ بن سلیمان'' کا ذکر کرنا انکی ثقاہت ہی کی وجہ سے ہے۔ اور اُن میں ضبط کی کمی ہرگز اس حد تک نہیں کہ اسکی وجہ سے اُن کی ثقاہت ہی ختم ہو جائے اور ان کی روایت کردہ حدیث سے دلیل پکڑنا درست نہ ہو۔ ورنہ ابن حبان کا اُن کو ''الثقات'' میں ذکر کرنا چہ معنٰی دارد؟

چنانچہ شیخ الوہابیہ، علّامہ ناصر الدین الالبانی بھی ایک مقام پر اِمام اِبن حبان کے قول ''کَانَ یُخْطِئُ'' اور اِس جیسے دوسرے الفاظ کے بارے میں کہتے ہیں کہ: بعض لوگ اِن الفاظ کو راوی کی تضعیف شمار کرتے ہیں، حالانکہ ایسا نہیں بلکہ:

"فَهُوَ إِنَّمَا يَعْنِي أَنَّهُ وَسَطٌ حَسَنُ الْحَدِيثِ. فَهُنَاكَ مِئَاتُ الْمُتَرْجِمِينَ عِنْدَهُ قَالَ فِيهِ هٰذَا أَوْ نَحْوَهُ وَمَعَ ذٰلِكَ يُخَرِّجُ لَهُمْ فِي صَحِيحِهِ."

''اِبن حبان تو اس سے صرف یہی مراد لیتے ہیں کہ یہ راوی عمدہ درجے کا ہے، حسن الحدیث ہے۔ کیونکہ وہاں (کتاب الثقات) میں سینکڑوں راوی ہیں جن کا ترجمہ لایا گیا ہے اور ان کے بارے میں یہ یا اس جیسے الفاظ کہے اور اس کے باوجود اِبن حبان نے اپنی صحیح میں ان سے تخریج کی۔'' ❷

الحمدللہ! شیخ الوہابیہ سے بھی اِس بات کی تصریح ہو گئی کہ اِبن حبان کے وہ الفاظ جو معترض نے پیش کئے، ہرگز ''یحییٰ بن سلیمان بن نضلہ'' کی تضعیف قرار نہیں دئے جاسکتے۔

اِمام ابو حاتم الرازی اور اِمام بخاری کی جرح:

معترض نے ''یحییٰ بن سلیمان'' پر جرح کرتے ہوئے اِمام ابو حاتم الرازی کا یہ قول پیش کہ انہوں نے کہا: ''یہ قوی نہیں۔'' اور اِمام بخاری کا قول پیش کیا کہ انہوں نے کہا: ''یہ منکر الحدیث ہے۔''

جواب:

یہ معترض کے بددیانت، مکّار، اور دھوکہ باز ہونے کا کھلا ثبوت ہے کہ اس نے یہ دو عبارتیں اپنے پاس سے گھڑ کر دو جلیل القدر ائمہ کی طرف منسوب کر کے کھلا فراڈ کیا۔ حالانکہ ''یحییٰ بن سلیمان'' کے بارے میں ان دو اماموں سے اِس قسم کی عبارت کسی بھی کتاب میں، کہیں بھی موجود نہیں۔ فَنَجْعَلْ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ۔ اگر معترض میں کچھ دم ہو تو ان دونوں عبارتوں کا ثبوت پیش کرے۔ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔

حافظ اِبن خراش کی جرح:

معترض نے ''یحییٰ بن سلیمان بن نضلہ'' پر جرح کے طور پر، حافظ، ابو محمد، عبد الرحمٰن بن یوسف بن سعید بن خراش المروزی ثم البغدادی المتوفّٰی ۲۸۳ھ کا قول بھی پیش کیا، کہ وہ کہتے ہیں:

"لَا يُسَوِّي شَيْئًا."

''یحییٰ بن سلیمان بن نضلہ کو کسی شے کے برابر نہ سمجھا جائے۔'' ❸

---

❶ "الثقات": ابن حبان "ذکر الخبر الدال علی استحباب حفظ تاریخ المحدثین"، (۱۳/۱)، طبع دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔

❷ "الروض الدانی فی الفوائد الحدیثیۃ": الالبانی "قول ابن حبان: "کان یخطی"، (ص: ٦٧)، طبع المکتبۃ الاسلامیۃ، عمان۔ اردن۔

❸ "میزان الاعتدال فی نقد الرجال": الذهبی "حرف الیاء، من اسمه یحیی، یحیی بن سلیمان بن نضلۃ الخزاعی المدنی، (الترجمۃ: ۱۰۰۳۹)"، (۳۴۹/۴)، طبع دار الفکر، بیروت۔

نیز علّامہ، اِمام، حافِظ ابن عدی نے بھی ''یحییٰ بن سلیمان بن نضلہ'' کے بارے میں اِبنِ خراش کا یہ قول نقل کیا:

"لَا یُسَوّٰی فَلْسًا۔"

''یحییٰ بن سلیمان بن نضلہ کو کوڑی کے برابر نہیں سمجھا جاتا۔'' ❶

جواب:

اِبنِ خراش کا وسیع علم اور اُن کا حافظ الحدیث ہونا اپنی جگہ مسلّم، لیکن مذہب وعقیدہ واَخلاق ومروّت اور دِیانتِ علمی کے اِعتبار سے اِن حضرت کا اپنا دَامن جرح سے تار تار ہے۔ بطورِ نمونہ کچھ عبارات ملاحظہ ہوں!

اِمام، حافِظ، شمسُ الدین، محمد بن احمد بن عثمان الذہبی اَلْمُتَوَفّٰی ۷۴۸ھ لکھتے ہیں:

"قَالَ ابْنُ عَدِیٍّ: کَانَ یَتَشَیَّعُ۔"

''اِبن عدی نے کہا: ابن خراش اہلِ تشیُّع میں سے تھا۔'' ❷

نیز اِمام ذَہبی فرماتے ہیں:

"قَالَ اَبُوْ زُرْعَةَ مُحَمَّدُ بْنُ یُوْسُفَ الْحَافِظُ: کَانَ خَرَّجَ مَثَالِبَ الشَّیْخَیْنِ وَکَانَ رَافِضِیًّا۔"

''حافظ ابوزرعہ محمد بن یوسف نے کہا: ابن خراش نے حضراتِ شیخین (ابوبکر صدیق وعمر فاروق) کے (خودساختہ) عیوب وگستاخیوں کی تخریج میں کتاب لکھی تھی۔ اور وہ رافضی تھا۔'' ❸

مزید لکھتے ہیں:

"قَالَ عَبْدَانُ: وَحَمَلَ ابْنُ خِرَاشٍ اِلٰی بُنْدَارٍ عِنْدَنَا جُزْأَیْنِ صَنَعَهُمَا فِیْ مَثَالِبِ الشَّیْخَیْنِ فَاَجَازَهٗ بِاَلْفَیْ دِرْهَمٍ۔"

''عبدان نے کہا: اِبن خراش نے ہمارے پاس رہنے والے ایک ذخیرہ اندوز تاجر کو اپنی دو کتابیں پیش کیں، جن میں اُس نے شیخین کی طرف برائیاں منسوب کی تھیں، تو اُس نے اِبنِ خراش کو دو ہزار درہم انعام دیا۔'' ❹

اِمام ذَہبی مزید رَقمطراز ہیں:

"قَالَ عَبْدَانُ: وَقَدْ حَدَّثَ بِمَرَاسِیْلَ وَصَلَهَا وَمَوَاقِیْفَ رَفَعَهَا۔"

''عبدان نے کہا: ابن خراش مُرسَل حدیثوں کو متّصل کر کے اور موقوف حدیثوں کو مرفوع کر کے بیان کرتا تھا۔'' ❺

نیز فرماتے ہیں:

"قَالَ بَکْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ سَمِعْتُهٗ یَقُوْلُ: شَرِبْتُ بَوْلِیْ فِیْ هٰذَا الشَّاْنِ خَمْسَ مَرَّاتٍ۔"

---

❶ "الکامل فی ضعفاء الرجال": ابن عدی "باب الیاء، یحیی بن سلیمان بن نضلة المدینی، (الترجمة: ۲۱۵۶)"، (۹/۱۲۸)، طبع دار الکتب العلمیة، بیروت۔

❷ "میزان الاعتدال فی نقد الرجال": الذہبی "حرف العین، عبد الرحمن بن یوسف بن خراش الحافظ، (الترجمة: ۵۴۲۱)"، (۲/۶۴۲)، طبع دار الفکر، بیروت۔

❸ "میزان الاعتدال فی نقد الرجال": الذہبی "حرف العین، عبد الرحمن بن یوسف بن خراش الحافظ، (الترجمة: ۵۴۲۱)"، (۲/۶۴۲)، طبع دار الفکر، بیروت۔

❹ "میزان الاعتدال فی نقد الرجال": الذہبی "حرف العین، عبد الرحمن بن یوسف بن خراش الحافظ، (الترجمة: ۵۴۲۱)"، (۲/۶۴۲)، طبع دار الفکر، بیروت۔

❺ "سیر اعلام النبلاء": الذہبی "ابن خراش، الحافظ الناقد البارع ابو محمد عبد الرحمن بن یوسف بن سعید بن خراش، (الترجمة: ۲۴۷۱)"، (۱۱/۵۸)، طبع دار الفکر، بیروت۔

''بکر بن محمد نے کہا: میں نے اِبنِ خراش کو یہ کہتے ہوئے سنا: میں نے پانچ مرتبہ اَپنا پیشاب حدیث کی طلَب کے دوران پیا۔''●

اب علّامہ ذہبی کا اپنا تبصرہ ملاحظہ ہو:

"هٰذَا مُعَثَّرٌ مَّخْذُوْلٌ كَانَ عِلْمُهٗ وَبَالًا وَّسَعْيُهٗ ضَلَالًا، نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّقَاءِ۔"

''یہ حق سے پھسلا ہوا، رسوا و متروک انسان تھا، کہ جس کا علم وَبال تھا اور اُسکی محنتیں گمراہی۔ ہم اِس بدبختی سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔''●

مندرجہ ذیل عبارات سے اِبنِ خراش کے بارے معلوم ہوا کہ:

- وہ شیعہ تھا۔
- اِس حدّ تک غالی شیعہ تھا کہ حضراتِ شیخین (ابو بکر صدیق و عمر فاروقِ اعظم) رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی گستاخیاں کرتا تھا۔
- حضراتِ شیخین (ابو بکر صدیق و عمر فاروقِ اعظم) رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی گستاخیوں پر مشتمل کتابیں بھی لکھتا تھا۔
- اِن حضرات کی گستاخیوں پر منکرینِ شانِ صحابہ سے اِنعام بھی وصول کرتا تھا۔
- علمی طور پر بھی بددیانت تھا کہ
- مرسل حدیثیں گھڑ کر متصل بیان کرتا تھا۔
- موقوف حدیثوں کو اپنے پاس سے سند گھڑ کر مرفوع بنادیا کرتا تھا۔
- اِس نے پانچ مرتبہ اَپنا پیشاب پی رکھا تھا۔

اَیسے اِبنِ خراش کی ''یحییٰ بن سلیمان بن نضلہ'' پر جرح کی کیا حیثیت ہوگی؟ جبکہ ہم ایسے کبار ائمہ سے اِن کی تعدیل پیش کر چکے، جن کی حیثیت ومقام ہر اعتبار سے مسلَّم ہے۔ نیز طُرفہ یہ کہ اِن حضرت کی جرح بھی ''مبہم'' ہے۔ اور ہم پہلے عرض کر چکے جس کی تعدیل ائمہ سے ثابت ہو چکی ہو تو اُس کے بارے کسی مسلَّمہ حیثیت کے اِمام ناقد کی بھی ''جرحِ مبہم'' قابلِ قبول نہ ہوگی۔ چہ جائیکہ اَیسی ''جرحِ مبہم'' کرنے والا اِبنِ خراش جیسا ''پیشاب نوش'' ہو؟

الحمدللہ! ثابت ہوا کہ ''یحییٰ بن سلیمان بن نضلہ'' پر اِبنِ خراش کی جرح تارِ عنکبوت کے سوا کچھ نہیں۔

لیجئے! ہم نے پانچ اکابر ائمہ سے ''یحییٰ بن سلیمان بن نضلہ'' کی تعدیل بھی پیش کر دی اور معترض کی پیش کردہ جرح کا جواب بھی عرض کر دیا۔ اور یہ بات خوب واضح کر دی کہ ''یحییٰ بن سلیمان بن نضلہ'' کی تعدیل مسلّم اور ان پر کی جانے والی جرح ہرگز لائقِ اِعتناء نہیں۔ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔

[۲] محمد بن نضلہ:

اِس حدیثِ پاک کی سند میں دُوسرا راوی کہ جس پر معترض نے اعتراض کیا وہ ''محمد بن نضلہ الخزاعی المدنی'' ہے۔ اور اعتراض کی بنیاد یہ رکھی کہ ''محمد بن نضلہ'' کے بارے میں اس کے علاوہ کہ وہ ''یحییٰ بن سلیمان بن نضلہ'' کے چچا ہیں، ہم کو کچھ معلوم نہیں۔ لہٰذا یہ ''مجهول الحال'' ہے اور ''مجهول

● ''سیر اعلام النبلاء'': الذهبي ''ابن خراش، الحافظ الناقد البارع ابو محمد عبد الرحمن بن يوسف بن سعيد بن خراش، (الترجمة: ۲۳۷۱)''، (۵۸/۱۱)، طبع دار الفكر، بيروت۔

● ''سیر اعلام النبلاء'': الذهبي ''ابن خراش، الحافظ الناقد البارع ابو محمد عبد الرحمن بن يوسف بن سعيد بن خراش، (الترجمة: ۲۳۷۱)''، (۵۸/۱۱)، طبع دار الفكر، بيروت۔

الحال'' راوی کی روایت کا کیا اعتبار؟

جواب:

کسی راوی کے بارے میں یہ فیصلہ کرنا کہ وہ ''مجہول الحال'' ہے، ائمہ ناقدین کا کام ہے نہ کہ ہر کسی کا۔ کسی راوی کو صرف اِس بنیاد پر مجہول کہہ دینا کہ اس کا ترجمہ نہیں ملا، یا ہمیں اس کے بارے میں معلومات نہیں ملیں، ہرگز درست نہیں۔ بلکہ اِسکے لئے ضروری ہے کہ کسی اِمامِ ناقد نے اسکو مجہول کہا ہو۔ اور محمد بن نضلہ کو کسی بھی امام ناقد نے مجہول نہیں کہا۔ اور اگر کہا ہو تو پیش کیجیے! هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔

ہم کہتے ہیں کہ ''محمد بن نضلہ'' ثقہ راوی ہے۔ مندرجہ ذیل وجوہات کی بنیاد پر:

۱: جس شخص کے بارے میں ائمہ ناقدین سے کوئی تعدیل منقول نہ ہو اور نہ ہی اُس پر کسی امام نے طعن کیا ہو، اُیسے شخص کی تعدیل و توثیق کے لیے اِتنا ہی کافی ہے کہ کوئی ثقہ راوی اُس سے روایت حدیث کردے۔

چنانچہ علّامہ، حافظ، اِمام، شیخ الاسلام، ابومحمد، عبدالرحمن بن ابی حاتم محمد بن ادریس بن المنذر الرازی اَلْمُتَوَفّٰی ۳۲۷ھ فرماتے ہیں:

''سَأَلْتُ أَبِيْ عَنْ رِوَايَةِ الثِّقَاتِ عَنْ رَجُلٍ غَيْرِ ثِقَةٍ مِمَّا يُقَوِّيْهِ؟ قَالَ: إِذَا كَانَ مَعْرُوْفًا بِالضُّعْفِ لَمْ تُقَوِّهِ رِوَايَتُهُ عَنْهُ. وَإِذَا كَانَ مَجْهُوْلًا نَفَعَهُ رِوَايَةُ الثِّقَةِ عَنْهُ۔''

''میں نے اپنے والد (امام ابوحاتم الرازی) سے سوال کیا کہ ایسا شخص جس کی توثیق موجود نہ ہو، اس سے ثقہ راویوں کا روایت کرنا، کیا اس کو قوّت دے گا؟ تو اُنہوں نے جواب دیا کہ جب اُیسے شخص کا ضعف معلوم ہو، تو ثقہ روای کا اُس سے روایت حدیث کرنا اس کو قوّت نہ دے گا۔ اور جب اُس کے بارے میں جہالت میں پائی جائے، تو ثقہ راوی کا اس سے روایت کرنا، اسے قوّت کا فائدہ دے گا۔''●

نیز بھی اِمام اِبن اَبی حاتم الرازی مزید فرماتے ہیں:

''سَأَلْتُ أَبَا زُرْعَةَ عَنْ رِوَايَةِ الثِّقَاتِ عَنْ رَجُلٍ، مِمَّا يُقَوِّيْ حَدِيْثَهُ؟ قَالَ: إِيْ لَعَمْرِيْ۔ قُلْتُ: اَلْكَلْبِيُّ رَوٰى عَنْهُ الثَّوْرِيُّ۔ قَالَ: إِنَّمَا ذٰلِكَ إِذَا لَمْ يَتَكَلَّمْ فِيْهِ الْعُلَمَاءُ۔ وَكَانَ الْكَلْبِيُّ يُتَكَلَّمُ فِيْهِ۔''

''میں نے (امام) ابوزرعہ سے سوال کیا کہ کیا ثقہ راویوں کا کسی سے روایت کرنا، اُس کو قوّت دے گا؟ تو آپ نے جواب دیا: ہاں! مجھے اپنی زندگی کی قسم۔ تو میں نے سوال کیا کہ: (محمد بن سائب) کلبی (ضعیف) سے (امام سفیان) ثوری نے روایت کی (تو کیا اس وجہ سے کلبی ثقہ قرار پائے گا)؟ تو آپ نے جواب دیا کہ یہ اُصول اس وقت ہے کہ جب اس شخص کے بارے میں علماء نے جرح نہ فرمائی ہو۔ اور کلبی پر جرح کی جاتی تھی۔''●

مذکورہ بالا دو عبارتوں میں دو عدد اکابر ائمہ (ابو حاتم الرازی اور ابوزرعہ) سے اِس بات کی تصریح ہوگئی کہ وہ راوی جس کی توثیق صراحتاً موجود نہ ہو اور اس پر طعن بھی منقول نہ ہو، تو ثقہ راوی کا اُس سے روایت کرنا ہی اُسکی توثیق ہے۔

● ''الجرح والتعدیل'': ابن ابی حاتم الرازی ''باب فی روایۃ الثقۃ عن غیر المطعون علیہ انہا تقویہ وعن المطعون علیہ انہا لا تقویہ''، (۳۶/۲)، طبع دار الفکر، بیروت۔

● ''الجرح والتعدیل'': ابن ابی حاتم الرازی ''باب فی روایۃ الثقۃ عن غیر المطعون علیہ انہا تقویہ وعن المطعون علیہ انہا لا تقویہ''، (۳۶/۲)، طبع دار الفکر، بیروت۔

لہٰذا اِس اصول کی روشنی میں ہم کہتے ہیں کہ ''محمد بن نضلہ الخزاعی'' جن کی توثیق بھی صراحتاً موجود نہیں اور کسی اِمام کا اِن پر طعن بھی کہیں منقول نہیں، سے ''یحییٰ بن سلیمان'' جنکی ثقاہت ہم پہلے بیان کر چکے، کا اِس حدیث کو روایت کرنا ہی اِن کی توثیق بھی ہے، تعدیل بھی ہے۔ اور مذکورہ دو عبارتوں سے تین اکابر ائمہ اِمام اِبن اَبی حاتم الرازی، اِمام ابو حاتم الرازی اور امام ابوزرعہ کی مہرِ تصدیق بھی اس پر ثبت ہو چکی۔ لہٰذا اَب ''محمد بن نضلہ'' کی توثیق سے مجال اِنکار نہیں۔ اگر ہمّتِ اِنکار ہو، تو ''محمد بن نضلہ'' کا مطعون ہونا ثابت کیا جائے۔ لیکن ہم پورے دعوے سے کہتے ہیں کہ يَنْقَلِبْ إِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ۔

۲: کسی راوی کا ضعفاء راویوں پر لکھی گئی کتابوں خصوصاً اِمام ابن عدی کی ''اَلْكَامِلُ فِيْ ضُعَفَاءِ الرِّجَالِ'' اور امام شمس الدین الذہبی کی ''مِيْزَانُ الْاِعْتِدَالِ فِيْ نَقْدِ الرِّجَالِ'' میں مذکور نہ ہونا بھی، اُس راوی کے ثقہ ہونے کی دَلیل ہے۔ اِس لئے کہ اِن دونوں حضرات نے اپنی اپنی کتابوں میں اَیسے راویوں کے استقراء کا دَعویٰ کیا ہے، جن پر کسی بھی اِمام کی طرف سے کسی بھی قسم کی جرح کی گئی ہو، چاہے وہ جرح مقبول ہو یا مردود۔ اور کسی راوی کا ان دو کتابوں میں مذکور نہ ہونا اِس بات کی دلیل ہے کہ کسی بھی اِمام کی کوئی بھی جرح اُس راوی پر نہیں۔ جبکہ جہالت بھی جرح کا ایک فرد ہے۔ اور جب کسی راوی پر کوئی جرح بشمول مجہول ہونے کے نہ ہو تو وہ راوی ثقہ ہی ہوگا۔

چنانچہ علّامہ، اِمام، حافظ، ابو احمد، عبد اللہ بن عدی الجرجانی اَلْمُتَوَفّٰی ۳۶۵ھ ''اَلْكَامِلُ فِيْ ضُعَفَاءِ الرِّجَالِ'' کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

"وَاَنَا ..... ذَاكِرٌ فِيْ كِتَابِيْ هٰذَا كُلَّ مَنْ ذُكِرَ بِضَرْبٍ مِّنَ الضُّعْفِ وَمَنِ اخْتُلِفَ فِيْهِمْ فَجَرَّحَهُ الْبَعْضُ وَعَدَّلَهُ الْبَعْضُ الْاٰخَرُ۔" الخ

''اور میں اپنی اِس کتاب میں ہر اُس راوی کا ذِکر کرنے والا ہوں جس میں کسی بھی قسم کا ضعف ذکر کیا گیا۔ اور ہر اُس راوی کا بھی جس کے بارے میں اِختلاف ہو کہ بعض نے اس کو مجروح قرار دیا ہو اور دیگر بعض نے اسکی تعدیل کی ہو۔'' الخ●

نیز اِمام، حافظ، شمس الدین، محمد بن احمد بن عثمان الذہبی اَلْمُتَوَفّٰی ۷۴۸ھ اپنی کتاب ''مِيْزَانُ الْاِعْتِدَالِ فِيْ نَقْدِ الرِّجَالِ'' کا تعارف کراتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وَفِيْهِ مَنْ تُكُلِّمَ فِيْهِ مَعَ ثِقَتِهٖ وَجَلَالَتِهٖ بِاَدْنٰى لِيْنٍ وَبِاَقَلِّ تَجْرِيْحٍ۔ فَلَوْلَا اَنَّ ابْنَ عَدِيٍّ اَوْ غَيْرَهٗ مِنْ مُّؤَلِّفِيْ كُتُبِ الْجَرْحِ ذَكَرُوْا ذٰلِكَ الشَّخْصَ لَمَا ذَكَرْتُهٗ لِثِقَتِهٖ۔ وَلَمْ اَرَ مِنَ الرَّأْيِ اَنْ اَحْذِفَ اِسْمَ اَحَدٍ مِّمَّنْ لَّهٗ ذِكْرٌ بِتَلْيِيْنٍ مَّا فِيْ كُتُبِ الْاَئِمَّةِ الْمَذْكُوْرِيْنَ خَوْفًا مِّنْ اَنْ يُّتَعَقَّبَ عَلَيَّ۔ لَا اَنِّيْ ذَكَرْتُهٗ لِضُعْفٍ فِيْهِ عِنْدِيْ۔" الخ

''اور اِس کتاب میں ہر اُس راوی کا بھی ذِکر ہے جس پر اسکی ثقاہت اور جلالت کے باوجود ہلکے سے ضعف اور کم ترین جرح کے ساتھ بھی کلام کیا گیا، کہ اگر اسکا ذکر ابن عدی وغیرہ کتبِ جرح کے مؤلفین نے اپنی کتابوں میں نہ کیا ہوتا، تو میں اُس کی ثقاہت کی وجہ سے اُس کا اِس کتاب میں ذکر ہی نہ کرتا۔ اور میں یہ رائے نہیں رکھتا کہ میں (اپنی کتاب میں) کسی ایک بھی اَیسے راوی کا نام چھوڑ دوں کہ جس کا مذکورہ ائمہ کی کتابوں میں کسی بھی ضعف کے ساتھ ذکر ہو، اس خوف سے کہ کہیں مجھ پر گرفت نہ کی جائے۔ نہ کہ میں نے اس وجہ سے اسکا ذکر کیا ہے کہ وہ میرے نزدیک بھی ضعیف ہے۔''●

● ''الکامل فی ضعفاء الرجال'': ابن عدی ''مقدمۃ المصنف،'' (۱/۷۸،۷۹)، طبع دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔

● ''میزان الاعتدال فی نقد الرجال'': الذہبی ''المقدمۃ''، (۱/۲)، طبع دار الفکر، بیروت۔

علّامہ اِمام ذہبی کی اِس عبارت سے یہ بات معلوم ہوئی کہ کوئی بھی راوی، جس پر کسی بھی قسم کی جرح ائمہ نے کی ہو، اُس کا ذکر آپ نے "مِیْزَانُ الْاِعْتِدَال" میں فرمایا ہے۔ اور علامہ ذہبی کا علم، حدیث کے رُواۃ کے بارے میں جرح وتعدیل میں اتنا وسیع ہے کہ علّامہ، اِمام، حافظ، ابو الفضل، شہابُ الدین، احمد بن علی بن حجر العسقلانی الْمُتَوَفّٰی ۸۵۲ھ نے "شَرْحُ نُخْبَةِ الْفِكْر" میں آپ کے بارے میں فرمایا:

"هُوَ مِنْ أَهْلِ الْاِسْتِقْرَاءِ التَّامِ فِيْ نَقْدِ الرِّجَالِ."

"وہ (امام ذہبی) رِجال پر تنقید کے حوالے سے مکمل اِستقراء رکھنے والوں میں سے ہیں۔" ●

جن ائمہ کا علم اتنا وسیع ہو اور وہ دعوٰی فرمائیں کہ کسی راوی کے بارے میں ہلکی سی ہلکی جرح بھی موجود ہو، تو وہ اُس راوی کا ذکر اپنی کتابوں میں فرمائیں گے، تو لامحالہ یہ تسلیم کئے بغیر چارۂ کار نہیں کہ اگر کوئی راوی ان کتابوں میں مذکور نہ ہو تو وہ ثقہ ہی ہوگا۔

یہی وجہ ہے کہ علّامہ، اِمام، اِبنِ دَقیق العید ایک راوی "اسد بن موسیٰ" کی توثیق کرتے ہوئے، فرماتے ہیں:

"إِنَّ أَسَدًا ثِقَةٌ. وَلَمْ يُرَ فِيْ شَيْءٍ مِنْ كُتُبِ الضُّعَفَاءِ لَهُ ذِكْرٌ. وَقَدْ شَرَطَ ابْنُ عَدِيٍّ أَنْ يَّذْكُرَ فِيْ كِتَابِهِ كُلَّ مَنْ تُكُلِّمَ فِيْهِ. وَذَكَرَ جَمَاعَةً مِنَ الْاَكَابِرِ وَالْحُفَّاظِ وَلَمْ يَذْكُرْ أَسَدًا وَهٰذَا يَقْتَضِيْ تَوْثِيْقَهُ."

"بے شک "اسد" ثقہ ہے۔ اور ضعفاء راویوں پر لکھی گئی کسی کتاب میں اِسکا ذکر نہیں دیکھا گیا۔ حالانکہ ابن عدی نے یہ شرط لگائی ہے کہ وہ اپنی کتاب (الکامل) میں ہر اُس راوی کا ذکر کریں گے جس پر کلام کیا گیا۔ اور ابن عدی نے اکابر ائمہ اور حفاظ میں سے بھی ایک جماعت کا ذکر (محض اِس وجہ سے) اپنی کتاب میں کیا (کہ ان پر کلام کیا گیا تھا) اور اس کے باوجود "اسد" کا ذکر (اپنی کتاب میں) نہیں کیا۔ اور یہ اسکی توثیق کا مقتضی ہے۔" ●

اِس عبارت سے یہ بات بخوبی واضح ہوئی کہ علامہ امام ابن دقیق العید ایک راوی کی توثیق محض اس بنیاد پر فرما رہے ہیں کہ اُس کا ذکر ضعفاء راویوں پر لکھی گئی کتابوں خصوصاً "اَلْكَامِلُ فِيْ ضُعَفَاءِ الرِّجَال" میں نہیں ہے۔

لہٰذا مذکورہ بالا معروضات کے بعد اَب ہم عرض کرتے ہیں کہ "محمد بن نضلہ" ثقہ راوی ہے، اس لئے کہ نہ اِمام ابنِ عدی نے اسکو اپنی "اَلْكَامِلُ فِيْ ضُعَفَاءِ الرِّجَال" میں ذکر کیا، اور نہ ہی اِمام ذہبی نے اپنی "مِیْزَانُ الْاِعْتِدَال" میں۔ جس سے یہ بات معلوم ہوئی "محمد بن نضلہ" وہ راوی ہیں جن پر کسی بھی اِمام نے ہلکی سے ہلکی جرح بھی نہیں کی۔ اور جو راوی مجروح نہ ہو وہ "ثقہ" ہی ہوتا ہے۔

۳: "محمد بن نضلہ" طبرانی کے شیوخ میں سے ہیں۔ اور طبرانی کے وہ شیوخ جن کا ذکر اسماء الرجال کی کتابوں میں نہ ملتا ہو، انکے بارے میں یہ اصول ہے کہ اگر اُن میں سے کسی شیخ کا ذکر "میزان الاعتدال" میں نہ ہو، تو وہ ثقہ ہی ہے۔

چنانچہ علّامہ، اِمام، حافظ، نور الدین، علی بن ابی بکر الہیثمی الْمُتَوَفّٰی ۸۰۷ھ اپنی کتاب "مَجْمَعُ الزَّوَائِدِ وَمَنْبَعُ الْفَوَائِد" کے مقدمہ میں یہ اصول بیان کرتے ہوئے، رقمطراز ہیں:

"وَمَنْ لَّمْ يَكُنْ فِي الْمِيْزَانِ أَلْحَقْتُهُ بِالثِّقَاتِ الَّذِيْنَ بَعْدُ، وَالصَّحَابَةُ لَا يُشْتَرَطُ فِيْهِمْ أَنْ يُّخَرِّجَ لَهُمْ أَهْلُ الصَّحِيْحِ فَإِنَّهُمْ عُدُوْلٌ وَكَذٰلِكَ شُيُوْخُ الطَّبْرَانِيِّ الَّذِيْنَ لَيْسُوْا فِي الْمِيْزَانِ."

● "نزهة النظر فی شرح نحبة الفكر": العسقلانی "مراتب الجرح والتعديل"، (ص: ۱۰۹)، طبع محمد سعید اینڈ سنز، کراچی۔

● "نصب الراية لاحاديث الهداية": الحافظ الزيلعی "كتاب الطهارات، باب المسح على الخفين، أحاديث عدم التوقيت والبحث عنها"، (۱/۱۷۹)، طبع دار المأمون، القاهرة۔

''اور طبرانی کے وہ شیوخ جن کا ذکر ''میزان'' میں نہیں، میں نے ان کو ان ثقات کیساتھ ملایا ہے جو ''میزان'' میں مذکور نہ ہونے کی وجہ سے ثقہ قرار دیے گئے۔ اور صحابہ کے لئے یہ شرط نہیں لگائی گئی کہ کتب صحیح والے ان سے تخریج کریں کیونکہ وہ سب کے سب عادل ہیں۔ اور اسی طرح طبرانی کے وہ شیوخ جو ''میزان'' میں مذکور نہیں (سب عادل ہیں)۔'' ❶

علامہ ہیثمی کی اِس تصریح کی روشنی میں یہ بات پایۂ ثبوت تک پہنچی کہ ''محمد بن نضلہ الخزاعی'' جن کا ذکر ''میزان'' میں نہیں ہے، ثقہ اور عادل راوی ہیں۔ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ.

۳ محمد بن عبداللہ القرمطی:

اِس حدیث میں تیسرے راوی جن پر معترض نے اِعتراض کیا وہ ''محمد بن عبداللہ القرمطی'' ہیں۔ اِنکے بارے میں معترض نے کہا کہ امام ذہبی فرماتے ہیں:

"لَايُعْرَفُ."

''مجہول ہے۔''

جواب:

اِمام ذہبی نے اَپنی کتاب ''مِيْزَانُ الْاِعْتِدَالِ فِي نَقْدِ الرِّجَالِ'' میں اِن کا ذکر ہی نہیں کیا، لہٰذا معترض کا یہ کہنا کہ اِمام ذہبی نے اِنہیں مجہول کہا معترض کا جھوٹ ہے اور اِمام ذہبی پر اِفتراء۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ.

''محمد بن عبداللہ القرمطی'' کا ذکر علامہ، اِمام، حافظ، ابوبکر، احمد بن علی الخطیب البغدادی اَلْمُتَوَفّٰی ۴۶۳ھ نے اَپنی کتاب ''تاریخ بغداد'' میں کیا۔ ❷

یہ راوی بھی ثقہ ہیں مندرجہ ذیل وجوہ سے:

۱: اِنکے بارے میں کسی قسم کی کوئی جرح وتعدیل منقول نہیں، اور ایسے راوی سے اِمام ابوحاتم الرازی اور اِمام ابوزرعہ کی تصریح کے مطابق اگر کوئی ایک ثقہ راوی بھی روایت کردے تو اِن کی توثیق ہوجائیگی۔ اور اِن سے اِمام طبرانی یہ حدیث روایت کررہے ہیں جس سے اِن کی توثیق ہوگئی۔

۲: جیسا کہ ہم پہلے عرض کرچکے، کسی راوی کا ضعفاء راویوں پر لکھی گئی کتابوں میں مذکور نہ ہونا بھی، اِسکے ثقہ ہونے کی دلیل ہے۔ اور ''محمد بن عبداللہ القرمطی'' کا ذکر ایسی کسی کتاب میں نہیں۔ لہٰذا ''محمد بن عبداللہ القرمطی'' کا ثقہ ہونا ثابت ہوا۔

۳: اِمام ہیثمی کی تصریح کے مطابق جن شیوخ طبرانی کا ذکر ''مِيْزَانُ الْاِعْتِدَال'' میں نہیں، سب ثقہ اور عادل ہیں۔ اور ''محمد بن عبداللہ القرمطی'' کا ذکر بھی ''مِيْزَانُ الْاِعْتِدَال'' میں نہیں۔ لہٰذا اِن کا ثقہ اور عادل ہونا ثابت ہوا۔

۴: علامہ، اِمام، اَبوالفتح، محمد بن علی بن دقیق العید اَلْمُتَوَفّٰی ۷۰۲ھ فرماتے ہیں:

" وَلِمَعْرِفَةِ كَوْنِ الرَّاوِيْ ثِقَةً طُرُقٌ .... مِنْهَا تَخْرِيْجُ مَنْ خَرَّجَ الصَّحِيْحَ بَعْدَ الشَّيْخَيْنِ وَمَنْ خَرَّجَ عَلٰى كِتَابَيْهِمَا فَيُسْتَفَادُ مِنْ ذٰلِكَ جُمْلَةٌ كَثِيْرَةٌ مِنَ الثِّقَاتِ إِذَا كَانَ الْمُخَرِّجُ

---

❶ "مجمع الزوائد ومنبع الفوائد": الهيثمی "المقدمة"، (۱۴۸/۱)، طبع دار الفکر بیروت۔

❷ "تاریخ بغداد": الخطیب البغدادی "محمد بن عبدالله العدوی"، (الترجمة: ۲۹۵۳)"، (۴۳۲/۵، ۴۳۳)، طبع دار الفکر بیروت۔

قَدْ سَمّٰى كِتَابَهُ بِالصَّحِيحِ اَوْ ذَكَرَ لَفْظًا يَدُلُّ عَلٰى اِشْتِرَاطِهِ لِذٰلِكَ. فَلْيَتَنَبَّهْ لِذٰلِكَ."

''اور راوی کے ثقہ ہونے کی پہچان کے کئی طریقے ہیں، ان میں سے ایک اُن ائمہ کا راوی سے حدیث کی تخریج کرنا، جنہوں نے شیخین (بخاری و مسلم) کے بعد صحیح کی تخریج کی۔ یا اُن ائمہ کا راوی سے حدیث کی تخریج کرنا، جنہوں نے شیخین کی کتابوں (کی شرط) پر تخریج کی۔ تو ایسی کتابوں سے بہت سے ثقات کا استفادہ کیا جاسکتا ہے، جبکہ مخرّج نے اپنی کتاب کا نام ''صحیح'' رکھا ہو یا کوئی ایسا لفظ ذکر کیا ہو، جو کتاب کے صحیح حدیثوں پر مشتمل ہونے پر دلالت کرے۔ اس پر متنبہ رہنا چاہئے۔'' ❶

اس عبارت میں علّامہ ابن دقیق العید اس بات کی صراحت فرمارہے ہیں کہ راوی کے ثقہ ہونے کی پہچان کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ راوی سے ایسی کتاب میں روایت حدیث لی جائے جو کہ صحیحین کی شرط پر مستخرج ہو۔ اس اصول کی روشنی میں ہم کہتے ہیں:

علّامہ، امام، ضیاءُالدین، ابو عبداللہ، محمد بن عبدالواحد بن احمد الحنبلی المقدسی المُتوَفّٰی ۶۴۳ھ جو کہ ''ضیاء مقدسی'' کے نام سے مشہور ہیں، نے اپنی کتاب جس کو انہوں نے صحیحین کی شرط پر استخراج کیا کا نام ''اَلْمُسْتَخْرَجُ مِنَ الْاَحَادِيْثِ الْمُخْتَارَةِ مِمَّا لَمْ يُخَرِّجْهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ فِيْ صَحِيْحَيْهِمَا'' رکھا۔ اس میں انہوں نے ''محمد بن عبداللہ القرمطی'' سے حدیث کی تخریج کی۔ ❷

لہٰذا امام ابن دقیق العید کی تصریح کے مطابق ''محمد بن عبداللہ القرمطی'' کی توثیق ہوگئی اور اس کا ثقہ ہونا ثابت ہوا۔ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ.

۳:

یہ حدیث اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ''حسن لذاتہٖ'' کے درجہ کی ہے۔ اسلئے کہ اس کے تمام راوی ثقہ ہیں، لیکن امام ابن حبان کے قول سے ''یحییٰ بن سلیمان بن نضلہ'' کے ضبط میں کچھ کمی ثابت ہوتی ہے اور ایسے رُواۃ کی حدیث ''حسن لذاتہٖ'' کے درجہ پر ہوتی ہے۔

چنانچہ علّامہ، امام، حافظ، ابوالفضل، شہابُ الدین، احمد بن علی بن حجر العسقلانی المُتوَفّٰی ۸۵۲ھ نے اس حدیث کو ''فَتْحُ الْبَارِيْ شَرْحُ صَحِيْحِ الْاِمَامِ اَبِيْ عَبْدِاللهِ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْمَاعِيْلَ الْبُخَارِيْ'' میں نقل کیا ہے اور کوئی جرح نہ فرمائی۔ ❸

اور ''فتح الباری'' کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

"ثُمَّ اَسْتَخْرِجُ ثَانِيًا مَا يَتَعَلَّقُ بِهٖ غَرَضٌ صَحِيْحٌ فِيْ ذٰلِكَ الْحَدِيْثِ ...... بِشَرْطِ الصِّحَّةِ اَوِ الْحُسْنِ فِيْمَا اُوْرِدُهُ مِنْ ذٰلِكَ."

''پھر دوسرے نمبر پر میں استخراج کروں گا ہر اُس حدیث کا جس کیساتھ اس حدیث میں کوئی صحیح غرض متعلق ہوگی۔ صحت یا حسن کی شرط کیساتھ، ہر اُس حدیث میں جس کو میں وارد کروں گا۔'' ❹

معلوم ہوا کہ ہر وہ حدیث جسے علّامہ عسقلانی اپنی کتاب ''فَتْحُ الْبَارِيْ'' میں نقل کریں اور اس کا حکم بیان نہ کریں، ضروری ہے کہ وہ حدیث یا تو ''صحیح'' ہوگی یا ''حسن''۔ لہٰذا یہ حدیث بھی علامہ عسقلانی کے نزدیک ''صحیح'' یا ''حسن'' ہے۔

نیز اس حدیث کو حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی (جنکو منکرین استمداد بھی مانتے ہیں) نے بھی اپنی کتاب ''اَلتَّفْسِيْرُ الْمَظْهَرِيْ'' میں ''سورۂ نصر'' کی

---

❶ "الاقتراح فی بیان الاصطلاح": ابن دقیق العید "الباب السابع فی معرفة الثقات من الرواة"،(ص: ۲۸۲، ۲۸۳)، طبع دار البشائر الاسلامية، بیروت۔

❷ "الاحادیث المختارة": المقدسی "مسند اسید بن حضیر الانصاری رضی الله تعالى عنه، (الحديث: ۱۴۷۷)"، (۲۸۶/۴)، طبع بیروت۔

❸ "فتح الباری شرح صحیح الامام ابی عبدالله محمد بن اسماعيل البخاری": العسقلانی "كتاب المغازی، باب غزوة الفتح"،(۵۲۰/۷)، طبع دار نشر الكتب الاسلامية، لاہور۔

❹ "هدى السارى مقدمة فتح البارى": العسقلانی "تعارف المقدمة"،(ص: ۴)، طبع دار نشر الكتب الاسلامية، لاہور۔

تفسیر کرتے ہوئے ذکر کیا اور اس سے استدلال بھی کیا۔ یاد رہے! کہ قاضی ثناء اللہ صاحب کے حدیث پر عبور کو تسلیم کرتے ہوئے شاہ عبد العزیز دہلوی نے انکو "بیہقی دوراں" کہا ہے۔

اسی طرح منکرینِ اِستمداد کے بڑے مایہ ناز امام شیخ "عبد اللہ بن محمد بن عبد الوہاب" نے اپنی کتاب "مختصر سیرۃ الرسول" صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ میں اس کا ذکر کیا اور اس سے استدلال بھی کیا۔●

الحمدللہ! ثابت ہوا کہ یہ حدیث درجۂ حسن کی ہے اور اس سے استدلال کرنا بالکل درست ہے۔ اور وُہ حضرات بھی جن کو منکرینِ اِستمداد اپنا پیشوا اور امام مانتے ہیں، اس حدیث سے اِستدلال کرتے ہیں۔ لہٰذا اگر ہم اِس حدیث سے اِستدلال کریں تو اتنا شور و غوغا کیوں؟ اللہ تعالیٰ ہدایت کی توفیق عطا فرمائے۔

اَب ہم اِس حدیث کی مزید تقویّت کے لئے بطورِ شاہد دو اَحادیث پیش کرتے ہیں:

پہلی حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ راجزِ بن کعب نے نبی پاک صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں پیش ہونے سے پہلے سفر پر روانہ ہوتے وقت یہ اشعار پکارے تھے۔ جن کو سن کر آپ صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے مدد کا وعدہ فرمایا۔ اور حضور صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں حاضر ہونے کے بعد دوبارہ یہ اشعار پڑھے۔

چنانچہ علّامہ، اِمام، حافظ، عمادُ الدین، ابن کثیر الدمشقی اَلْمُتَوَفّٰی ۷۷۴ھ اپنی کتاب "اَلْبِدَایَۃُ وَالنِّھَایَۃُ" میں اِبن اِسحاق کی سند سے یہ حدیث پاک روایت کرتے ہیں، کہ محمد بن اسحاق نے کہا:

"حَدَّثَنِی الزُّھْرِیُّ عَنْ عُرْوَۃَ بْنِ الزُّبَیْرِ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَۃَ وَمَرْوَانَ بْنِ الْحَکَمِ اَنَّھُمَا حَدَّثَاہُ جَمِیْعًا قَالَا: ...... اِنَّ عَمْرَو بْنَ سَالِمٍ رَکِبَ عِنْدَ مَا کَانَ مِنْ اَمْرِ خُزَاعَۃَ وَبَنِیْ بَکْرٍ بِالْوَتِیْرِ حَتّٰی قَدِمَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یُخْبِرُ الْخَبَرَ وَقَدْ قَالَ اَبْیَاتَ شِعْرٍ۔ فَلَمَّا قَدِمَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَنْشَدَھَا اِیَّاھَا۔" الخ

"مجھ سے بیان کیا زُہری نے، وہ عروہ بن زُبیر سے، وُہ مِسوَر بن مخرمۃ اور مروان بن حکم سے روایت کرتے ہیں کہ اُن دونوں نے کہا: ...... بے شک عمرو بن سالم، خزاعۃ اور بنی بکر کے "وَتیر" نامی تالاب کے معاملے میں لڑائی کے وقت سواری پر سوار ہوئے، یہاں تک کہ وُہ نبی پاک صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے پاس خبر پہنچانے کے لیے پہنچ گئے۔ اور روانگی کے وَقت اُنہوں نے کچھ اَشعار کہے تھے۔ پس جب وہ نبی پاک صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں پہنچ گئے، تو آپ کے سامنے بھی یہ اَشعار پڑھے۔"●

دُوسری حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ راجزِ بنی کعب کے مدینہ منوّرہ میں پہنچنے سے پہلے ہی، جس رات بنو بکر اور خزاعۃ کے دَرمیان جھگڑا ہوا تھا، کی صبح حضور صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جانتے تھے کہ کیا معاملہ ہوا؟ اور ساری صورتحال سے مکمّل طور پر آگاہ تھے۔

چنانچہ علّامہ، اِمام، ابو عبد اللہ، محمد بن عمر بن واقد الواقدی اَلْمُتَوَفّٰی ۲۰۷ھ اپنی کتاب "اَلْمَغَازِیْ" میں لکھتے ہیں:

"حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عَامِرِ الْاَسْلَمِیِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِیْ مَرْوَانَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لِعَائِشَۃَ: قَدْ حَدَثَ فِیْ اَمْرِ خُزَاعَۃَ۔ قَالَ ابْنُ وَاقِدٍ: فَقَالَتْ عَائِشَۃُ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَتَرٰی قُرَیْشًا تَجْتَرِیُٔ عَلٰی نَقْضِ

● "مختصر سیرۃ الرسول" صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم: عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب "غزوۃ الفتح"، (ص: ۳۲۳)، المکتبۃ السلفیۃ، لاہور۔

● "البدایۃ والنھایۃ": ابن کثیر "فتح مکہ"، (۲۷۸/۴)، طبع مکتبۃ المعارف، بیروت۔

الْعَهْدِ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ وَقَدْ أَفْنَاهُمُ السَّيْفُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ: يَنْقُضُوْنَ الْعَهْدَ لِاَمْرٍ يُرِيْدُ اللهُ تَعَالٰى بِهِمْ۔ قَالَتْ عَائِشَةُ: خَيْرٌ اَوْشَرٌّ يَارَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: خَيْرٌ۔"

''مجھ کو عبداللہ بن عامر اسلمی نے، عطاء بن ابی مروان سے حدیث بیان کی کہ انھوں نے کہا: رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهَا سے فرمایا: ''میں خزاعہ کے معاملہ میں پریشان ہوں''۔ ابن واقد نے کہا: تو حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهَا نے عرض کی: یارسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ قریش اس معاہدہ کو توڑنے کی جرءت کریں گے، جو آپکے اور اُنکے درمیان ہے، حالانکہ تلواریں اُنکو فنا کرچکی ہیں؟ تو آپ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے اِرشاد فرمایا: وُہ (یعنی قریش) معاہدہ کو توڑیں گے، اِس اَمر کی وجہ سے جس کا اللہ تعالیٰ نے اُن کے بارے میں اِرادہ فرمایا ہے۔ تو حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهَا نے عرض کی: یارسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وہ اَمر خیر ہے یا شر؟ تو آپ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے اِرشاد فرمایا: خیر ہے۔''●

نیز علامہ، اِمام، علی بن برھان الدین الحلبی الشافعی اپنی کتاب ''اِنْسَانُ الْعُيُوْنِ فِيْ سِيْرَةِ الْاَمِيْنِ الْمَاْمُوْنِ'' میں اِرشاد فرماتے ہیں:

"وَقَبْلَ قُدُوْمِ عَمْرِو بْنِ سَالِمٍ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَاِعْلَامِهٖ بِذٰلِكَ، حَدَّثَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ صَبِيْحَةَ الْوَقْعَةِ قَالَ لَهَا: لَقَدْ حَدَثَ فِيْ خُزَاعَةَ حَدَثٌ۔ قَالَتْ: فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَتَرٰى قُرَيْشًا يَجْتَرِئُوْنَ عَلٰى نَقْضِ الْعَهْدِ الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهُمْ؟ فَقَالَ: يَنْقُضُوْنَ الْعَهْدَ لِاَمْرٍ يُرِيْدُهُ اللهُ۔ فَقُلْتُ: خَيْرٌ۔ قَالَ: خَيْرٌ۔ وَفِيْ لَفْظٍ قَالَتْ: لِخَيْرٍ اَوْلِشَرٍّ؟ قَالَ: لِخَيْرٍ۔"

''اور عمرو بن سالم کے رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں پیش ہونے اور اِس واقعہ کی خبر دینے سے پہلے، حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهَا نے فرمایا: بے شک رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے اِس واقعہ کی صبح آپ سے اِرشاد فرمایا: بے شک خزاعہ میں ایک حادثہ رونما ہوا ہے۔ حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهَا نے فرمایا: یارسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ قریش اُس معاہدہ کو توڑنے کی جرءت کریں گے جو آپکے اور اُنکے درمیان ہے؟ تو آپ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے اِرشاد فرمایا: وہ (یعنی قریش) معاہدہ کو توڑیں گے اُس امر کی وجہ سے جس کا اللہ تعالیٰ نے اُن کے بارے میں اِرادہ فرمایا ہے۔ تو میں نے عرض کی: یارسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وُہ اَمر (مسلمانوں کے حق میں) خیر ہے یا شر؟ تو آپ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے اِرشاد فرمایا: خیر ہے۔''●

اور علامہ، اِمام، مفسّر، بیہقیٔ وقت، قاضی ثناء اللہ پانی پتی ''اَلتَّفْسِيْرُ الْمَظْهَرِيْ'' میں رقمطراز ہیں:

"وَاَخْبَرَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بِوَقْعَةِ بَنِيْ نُفَاثَةَ وَخُزَاعَةَ قَبْلَ بُلُوْغِ الْخَبَرِ وَقَالَ يَنْقُضُوْنَ الْعَهْدَ لِاَمْرٍ يُرِيْدُ اللهُ۔ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهَا: خَيْرٌ؟ قَالَ: خَيْرٌ۔"

● ''المغازی'': الواقدی ''غزوۃ الفتح''، (۷۸۸/۱)، طبع بیروت۔

● ''السیرۃ الحلبیۃ'': الحلبی الشامی ''فتح مکۃ شرفها اللہ تعالی''، (۷۱/۳)، طبع دار احیاء التراث العربی، بیروت۔

رَوٰی مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ عَنْهَا وَالطَّبْرَانِیُّ عَنْ مَیْمُوْنَةَ نَحْوَهَا۔

''اور رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے بنو نفاثہ (بنوبکر) اور خزاعہ کے درمیان ہونے والے واقعہ کی خبر (ظاہری طور پر آپ تک) پہنچنے سے پہلے، اِس کی خبر دی۔ اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اِرشاد فرمایا: قُریش معاہدہ کو توڑ رہے ہیں، اُس اَمر کی وجہ سے جس کا اللہ تعالیٰ نے اِرادہ فرمایا ہے۔ تو حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے عرض کی: کیا وُہ (اَمر) خیر ہے؟ تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اِرشاد فرمایا: خیر ہے۔'' یہ حدیث حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے محمد بن عمر (واقدی) نے روایت کی۔ اور طبرانی نے حضرت میمونہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے اِس کی مثل روایت کی۔●

اگر ہم حدیث میمونہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا اور اِسکی شاہد حدیث مِسوَر بن مخرمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور حدیثِ عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو اِکٹھا کریں تو حدیثِ میمونہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا جو بنفسہ ''حسن لذاتہ'' کے درجہ پر ہے، مزید قوی ہو کر ''صحیح لغیرہٖ'' کے درجہ پر پہنچ جاتی ہے۔ اور انکی روشنی میں واقعہ کی جو ترتیب صحیح طور پر سامنے آتی ہے، وہ یہ ہے:

- حدیثِ مِسوَر بن مخرمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ عَمرو بن سالم خزاعی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں حاضری کے لئے رَوانہ ہوتے وَقت بھی یہ اَشعار پڑھے تھے۔
- حدیثِ میمونہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے یہ پتا چلا کہ عَمرو بن سالم خزاعی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اپنی بستی سے روانہ ہوتے وَقت بلند آواز سے چلّا کر یہ اَشعار پڑھے، اور نبی پاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے مدینۂ منوّرہ میں وُضو فرمانے کے دوران یہ اَشعار سُن کر مدد کا وعدہ فرمایا۔
- حدیثِ میمونہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا میں یہ بھی آیا کہ سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یہاں وُضو سے فارغ ہو کر، حضرتِ عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے گھر تشریف لے گئے اور آپنے سفر کے لئے سامان کی تیاری کا حکم فرمایا۔
- حدیثِ عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے یہ بات معلوم ہوئی کہ حضرتِ عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے پاس تشریف لیجا کر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے بنوبکر اور خزاعہ کے درمیان پیش آمدہ واقعہ کی خبر دی اور وُہ گفتگو ہوئی جو حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت کی گئی۔ جبکہ فریاد کرنے والے صحابی ابھی اپنی بستی میں تھے۔
- پھر حضرتِ میمونہ اور مِسوَر بن مخرمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی حدیث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ تین دِن بعد عَمرو بن سالم خزاعی اَپنے ساتھیوں کیساتھ مدینہ منوّرہ میں پہنچے۔ اور اِستغاثہ والے اَشعار دوبارہ سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں عرض کئے۔

مذکورہ بالااہتمام معروضات کی روشنی میں معترض کے تمام اِعتراضات بھی رفع ہوئے اور حدیث طبرانی کا ''حسن لذاتہ'' بھی ہونا ثابت ہوا، جو کہ اپنے شواہد سے مِل کر ''صحیح لغیرہٖ'' کے درجہ تک پہنچ جاتی ہے۔ نیز واقعات کی صحیح ترتیب بھی احادیث کی روشنی میں واضح ہو گئی۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی

● ''التفسیر المظہری'': پانی پتی ''سورۃ النصر، زیر آیت: ''اذا جاء نصر اللہ والفتح''، (۱۱۰:۱۰)''، (۱۰/۳۵۶)، طبع ندوۃ المصنفین، دھلی۔

ذٰلِكَ حَمْدًا كَثِيْرًا ۔ وَهٰذَا مَا عِنْدِیْ الْاٰن ۔ وَاللهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ وَرَسُوْلُهُ الْاَکْرَمُ ۔ وَصَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهٖ وَنَائِبِهٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ ۔ کَتَبَـــه

بسم الله!

ان هذا لهو الحق الصریح

وماذا بعد الحق الا الباطل القبیح ۔فقط۔

۲۱، ستمبر، ۲۰۱۵، ۶ ذوالحجۃ الحرام ۱۴۳۶